Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Contemporary Forms of Relationship with the Qur'an in Pakistani Society: An Analytical Study in the Light of Islamic Teachings

پاکستانی معاشرے میں تعلق بالقرآن کی معاصر صورتیں: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

Authors Details

1. Novairah Maryam (Corresponding Author)
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Islamabad, Pakistan. 4980219s@gmail.com

Citation
Maryam, Novairah." Contemporary Forms of Relationship with the Qur'an in Pakistani Society: An Analytical Study in the Light of Islamic Teachings."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.1, Jan-Mar (2025): 402–414.

Submission Timeline
Received: Dec 24, 2024
Revised: Jan 10, 2025
Accepted: Jan 24, 2025
Published Online: Feb 07, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Contemporary Forms of Relationship with the Qur'an in Pakistani Society: An Analytical Study in the Light of Islamic Teachings

پاکستانی معاشرے میں تعلق بالقرآن کی معاصر صورتیں: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

نویرہ مریم☆

Abstract

The Quran is the word of Allah that was revealed to His Prophet Muhammad (peace be upon him) and is recited as an act of worship. Qur'an is the main constitution of a Muslim's life. It brings light and gives certainty, it is the strong rope, and it is the path of the righteous. Derogation is defined as disrespect, neglect, or non-compliance towards the teachings, principles, and values of the Qur'an. The research investigates manifestations such as selective adherence, distortion of meanings, and neglect of moral obligations. This research examines the derogation of the Qur'an in Pakistani society, exploring its causes, effects, and proposing a solution based on Islamic teachings. Utilizing mixed methods, including surveys, observations, and unstructured interviews, the study aims to shed light on the phenomenon comprehensively. In this article, several instances of mockery of the Qur'an and its message in Pakistani society have been explores and highlighted, considering the verse 30 of Surah Al-Furqan. These instances of mockery contribute to ridicule within society. The reasons behind such derogatory attitudes have been addressed, and the effects on society have been discussed in detail. Furthermore, the article presents a solution based on Islamic teachings to address this issue. It emphasizes the importance of avoiding mockery and disrespect towards the Qur'an. In conclusion, this research enhances understanding of the causes and effects of Qur'an derogation in Pakistani society. It offers insights and recommendations for individuals, scholars, educators, and policymakers to address the issue and promote a stronger connection with the Qur'an.

Keywords: Qur'an, Derogation, Mocking, Mockery, Pakistani Society, Islamic Teachings.

تعارفِ موضوع

قرآنِ مجید اللہ رب العزت کی طرف سے نازل کردہ تمام انسانیت کے لئے اتاری گئی آخری آسمانی کتاب ہے۔ علماء کے ہاں اس کی تعریف یوں بیان کی جاتی ہے کہ: **هو كلام الله تعالى المنزل على محمدﷺ بواسطة جبرئيل عليه السلام المبدوء بسورة الفاتحة المختم بسورة الناس المكتوب في المصاحف المتعبد بتلاوته**۔ قرآن اللہ کا کلام ہے جو جبرائیلؑ کے ذریعہ حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے۔ اس کی ابتداء سورۃ فاتحہ سے اور اختتام سورۃ الناس پر ہوتا ہے۔ جو کہ (۱۲ ہزار صحابہ کے اجماع سے) مصاحف میں (سات حروف پر مشتمل) لکھا گیا ہے۔ اس کی تلاوت عبادت اور باعث ثواب ہے۔[1] یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کے نزول کا مقصد

☆ ایم فل اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان۔

[1] Mīr Muḥammadī, Ṣuḥayb Aḥmad, Qur'ān Majīd kay Ḥuqūq (Lahore: Shafīq Press, 2015), 14.

گمراہی کے ہتھکنڈوں اور راہداریوں سے خبر دار کرتے ہوئے ہدایت کے راستے کو واضح کر دینا ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت خود اسی کتابِ حمید میں اس کتاب کی بابت ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ[2] حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔

قرآن کا موضوع "میں" ہوں۔۔۔ میں اور آپ۔۔۔ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے نازل کیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ اٹھاؤ اس کتاب کو کھولو، اسے پڑھو کہ فِيْهِ ذِكْرُكُمْ[3] اس میں تمہارا ذکر ہے۔ یہ دراصل نصابِ زندگی ہے۔ ہم آج جس کمرۂ امتحان (دنیا) میں ہیں، یہاں زندگی کس طرح گزارنی ہے؟ اس کے کلیدی نکات، اس کا نصاب یہ قرآن ہم پر واضح کرتا ہے۔

قرآن وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جس کو اللہ رب العزت نے اپنا فضل اور مہربانی کرتے ہوئے تمام دنیا والوں کے لئے بطورِ نصیحت اُتارا ہے۔ نیز اہلِ ایمان کے لئے قرآن مجید کا نزول ایک رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس پر لوگوں کو خوشی منانی چاہیئے کہ یہ کتاب ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جنھیں لوگ جمع کر رہے ہیں[4]۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نصیحت کہا ہے، ایسی نصیحت جس سے دل نرم پڑ جائیں۔۔۔ خیر خواہی سے بھرپور، خوف دلانے والی وہ یاد دہانیاں جو اپنے پڑھنے والوں کو عمل پر ابھاریں، آخرت کی فکر دلوں میں راسخ کر دیں۔ ایسا علم ہمیں یہ قرآن عطا کرتا ہے۔

پس اصل میں قرآن یہ ہے۔۔۔ نصیحت، ہدایت، اللہ کی طرف سے رحمت، غور و فکر و تدبر پر اُبھارنے والی زندہ و جاوید کتاب۔ قرآن زندوں کی کتاب ہے جب کہ آج ہم نے اس کو مُردوں کی کتاب بنا دیا کہ جہاں کوئی مرا قرآن خوانی کی محفلیں جم گئیں، ایصالِ ثواب اور محض یہاں تک ہی بس نہیں مُردے کو بخشوانے کے لئے کرائے پر بھی قرآن پڑھائے جا رہے ہیں۔ پھر وہ پڑھنے والے ایسا قرآن پڑھتے ہیں کہ الامان الحفیظ۔۔۔ تو سوچنے کی بات ہے کہ جو قرآن صرف زبان سے اس تیزی سے الفاظ ادا ہو رہے ہیں کہ جو پڑھ رہا ہے اس کو سمجھ نہیں آ رہا کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے اور اس طرح کا پڑھنا خود اس کے لئے باعثِ ثواب نہیں تو اس کے اس پڑھنے کا کسی مرنے والے کو کیا ایصالِ ثواب ہو گا!۔

پھر دوسری بات قرآن ایک قانون ہے ایک CONSTITUTION جو انسانوں کی انفرادی و اجتماعی زندگیوں پر لاگو ہو کر ان کو اوجِ ثریّا تک پہنچانے کی طاقت رکھتا ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ: عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «إن اللهَ يَرفعُ بِهذا الكِتابِ أقْواماً ويَضَعُ به آخَرِينَ» ﴿رواه مسلم﴾[5] عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اسی کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو پست و ذلیل کر دیتا ہے۔" تو بجائے اس کے کہ ہم اس قرآن کے قانون کو اپنی زندگیوں پر لاگو کر کے اس کے ثمرات سے مستفید ہوتے ہم نے اس کتاب کو محض متبرک بنا کر اپنے گھروں کی اونچی اونچی جگہوں پر رکھ دیا۔ جو صرف برادریوں میں تنازعوں کے فیصلوں میں بطورِ قسم استعمال ہوتا ہے یا لڑکی کی رخصتی کے وقت قرآن کا سایہ اس کے سر پر کر دیا جاتا ہے، خواہ وہ قرآن کے اصل پیغام سے نابلد ہی ہو۔ اور ایسا کر کے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کی زندگی میں سُکھ ہو گا۔۔۔ سُکھ تو زندگیوں میں اس وقت آئے گا ناں جب ہم عملاً اس قرآن کو اپنی زندگیوں میں نافذ کریں گے۔

الغرض قرآن کا نزول جس مقصد کے لئے ہوا تھا اس سے ہٹ کر ہم نے قرآن کو ہر طرح استعمال کر ڈالا۔ خواہ وہ بیماریوں اور نظر لگنے پر تعویذ کی صورت میں ہو یا مختلف چیزوں پر قرآن لکھنے کے مقابلوں کی صورت میں۔ یا قرآن کے نادر نسخوں کو جمع کر کے نمائشوں کی صورت میں اور ہم نبی کریم ﷺ کی وہ حدیث بھول گئے کہ اَلْقُرْآنُ حُجَّة لَکَ أَوْ عَلَیْکَ ﴿رواه مسلم﴾[6]۔۔۔ "قیامت کے روز قرآنِ مجید تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف گواہی دے گا۔" اور قرآن ہی میں مذکور نبی ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے بارے میں یہ شکوہ بھی ہمیں یاد نہ رہا کہ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا[7] اے میرے رب بے شک میری قوم نے اس قرآن کو مذاق بنا لیا تھا۔۔۔

[2] Al-Isrā', 17:9.
[3] Al-Anbiyā', 21:10.
[4] Yūnus, 10:57–58.
[5] Muslim ibn Ḥajjāj, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Riyadh: Maktaba Dār al-Salām, 1999), ḥadīth 817, narrated by ʿUmar ibn al-Khaṭṭāb.
[6] Muslim ibn Ḥajjāj, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, ḥadīth 223, narrated by Abū Mālik al-Ashʿarī.
[7] Al-Furqān, 25:30.

اس مقالے میں استہزاء کا جو مفہوم واضح کیا گیا ہے وہ سورۃ الفرقان کی آیت نمبر ۳۰ سے متعلق ہے۔ اس ضمن میں: ہجر کا لفظ لغوی اعتبار سے چھوڑ دینے، رابطہ منقطع کر دینے یا قطع تعلقی کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کا استعمال ترک کر دینے یا فرقت و جدائی کے معانی میں ہوا ہے۔ خواہ اس کا تعلق بدن سے ہو، زبان سے ہو یا دل سے۔[8]

اس کے مطابق قرآن مجید کے استہزاء میں اس کا مقصد بھلا کر اس کو ہر طرح کے لایعنی مقاصد میں استعمال کرنا اور غلو کی حد تک اس کا احترام کرنا شامل ہے یا اپنی مرضی سے اس کے بعض احکامات پر عمل کرنا اور بعض کو لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ[9] کا بہانہ بنا کر چھوڑ دینا ہے۔

مبحث اوّل: تاریخ اسلام (عہدِ نبوی ﷺ) میں استہزائے قرآن

اہلِ عرب جو اس قرآن کے براہِ راست مخاطب تھے انہوں نے ہی اس کتاب کے استہزاء کا آغاز کیا اس کے لئے کبھی انہوں نے قرآن کو اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ[10] کہا کبھی ایک خود ساختہ گھڑی ہوئی کتاب[11] سے اسے تعبیر کیا اور کبھی اہلِ ایمان کے لئے اس کتاب میں شک پیدا کرنے کی تدابیر اور کوششیں کیں۔[12]

قرآن کے پیغام سے مشرکین میں یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ اگر وہ اس کی دعوت پر لبیک کہیں گے تو ان کی معیشتیں تباہ ہو جائیں گی ان کے مراتب ان سے چھین لئے جائیں گے۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ اس کتاب کا کلام اتنا پُر تاثیر ہے جو باپ کو بیٹے سے جدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے لہٰذا انہوں نے استہزاء قرآن و نبی ﷺ کی توہین کو مزید کھلم کھلا اور برملا کرنا شروع کر دیا ان کی اس روش کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے: وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـــًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ[13] ---ہماری آیات میں سے کوئی بات جب اس کے علم میں آتی ہے تو وہ ان کا مذاق بنالیتا ہے۔ ایسے سب لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

مبحث دوم: پاکستانی معاشرے میں رائج استہزائے قرآن کی مختلف صورتیں

پاکستانی معاشرے میں شعوری یا لاشعوری طور پر اور بعض گھروں میں جیسا کہ پچھلی قوموں کا طرزِ عمل تھا آباء و اجداد کی پیروی کرتے ہوئے قرآن کا بہت سے طریقوں سے استہزاء کیا جاتا ہے اور اس کو استہزاء سمجھا بھی نہیں جاتا۔ آپ لوگوں سے قرآن کے متعلق کسی بھی غیر اسلامی رویّہ کی بابت سوال کر لیجئے تو کہیں وہ برکت حاصل کر رہے ہوتے ہیں جیسا کہ شادی کی رسومات میں قرآن کا سایہ اور آفات اور بیماریوں سے بچنے کے لئے تعویذ گنڈوں کا استعمال (یہ معلوم ہی نہیں کہ یہی تعویذ انہیں ابدی جہنم کا حقدار بنا سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کی بنا پر)، یا وہ قرآن کی تعظیم کی بنا پر ایسا کرتے ہیں جیسا کہ قرآن کو جھگڑوں کا ثالث بنانا، قرآن سے فال نکالنا (اگر قرآن درمیان سے کھول کر جنت اور خوشخبری کی آیات نکلیں تو کوئی کام جس کا نتیجہ دیکھنے کے لئے قرآن کھولا گیا تھا کیا جائے گا اور اس کے اُلٹ کی صورت میں اس کام سے رُک جایا جائے گا)، یا پھر وہ بطورِ ثواب وہ کام کر رہے ہوتے ہیں قرآن کے پیغام هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا[14] سے بے خبر و لا علم کہیں دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے چھوٹا قرآن اپنے طاقوں میں سجا کر اس کی نمائشیں کی جا رہی ہیں کہیں قرآن کی بے حرمتی ثواب سمجھ کر اس طرح کی جا رہی

---

8 Ḥamīd, Shaykh Ṣāliḥ ibn, Mawsūʻat al-Tafsīr al-Mawḍūʻī li al-Qur’ān al-Karīm (Riyadh: Dār al-Ṣumayʻī, 2000), 14: 86.
9 Al-Baqara, 2:252.
10 Al-Naḥl, 16:24.
11 Al-Furqān, 25:4.
12 Āl ʻImrān, 3:72.
13 Al-Jāthiya, 45:9.
14 Al-Kahf, 18:103.

ہے کہ پوری پوری زندگیاں لگا کر کڑھائی سے، لکڑی سے، گندم وچاول کے دانوں پر، انڈوں کے چھلکوں اور ڈسپلے رولز وغیرہ پر ہاتھ سے قرآن مجید مکمل لکھنے کے مقابلے جاری ہیں۔ الغرض پاکستانی معاشرے میں قرآن کو جن جن طریقوں سے تضحیک کا نشانہ بنایا جارہا ہے اس کو ماہر القادری نے اپنی نظم قرآن کی فریاد میں بہت ہی عمدہ طریقے سے بیان کیا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں جن جن صورتوں میں قرآن کا استہزاء کیا جاتا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1. حکومتی سطح پر

i. آئین کی ترمیم

قرآن بذاتِ خود ایک قانون ہے ایک فرد کی زندگی کا بھی اور ایک ملک کا بھی جیسا کہ آج اسلامی ممالک میں سے افغانستان، بحرین اور سعودی عرب وغیرہ کا ہے کہ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ[15] ۔۔۔ مگر المیہ یہ ہے کہ وہ ریاست جس کی بنیاد لا الہ الا اللہ پر رکھی گئی تھی جس کے قیام کا مقصد ہی کلمۃ اللہ کی سربلندی تھا اسی ریاست کے حکمران اب کلام اللہ کو پس پشت ڈالنے اور اس کا مذاق بنانے میں سرِ دست ہیں۔ خواہ وہ LGBTQ کے قانون کی منظوری کی صورت میں ہو[16] یا آئین میں موجود قرآنی نصاب میں ترمیم اور اسے نصاب سے ہٹانے کی صورت میں (جبکہ آئینِ پاکستان میں یہ نکتہ واضح طور پر درج ہے نصابِ تعلیم میں قرآن مجید کی تدریس و تعلیم لازمی ہو گی۔) ہر طرح سے اس ملکِ خداداد میں قرآن کے پیغام کو پس پشت ڈالنے کی عملی سرگرمیاں جاری وساری ہیں۔

ii. عدالت میں گواہی اور قسم کے لئے قرآن کا استعمال

عدالت میں جب کوئی فیصلہ سنایا جاتا ہے تو اس کے لئے قرآن پر ہاتھ رکھ کر حلفاً اقرار لیا جاتا ہے اور بسا اوقات گواہ یا ملزم سے قرآن پر ہاتھ رکھوا کر قسم بھی کھلوائی جاتی ہے اور پاکستان کی 92 فیصد عوام کی نظر میں اس میں کوئی قباحت کی بات نہیں۔ حالانکہ یہ واضح طور پر قرآن کے استہزاء کے زمرے میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور نکتہ غور طلب ہے اور راقمہ کے نزدیک قرآن کا ایک طرح سے مذاق ہی ہے کہ آپ نے عدالت کے باہر تو اتنا بڑا قرآن آویزاں کر دیا اور اندر عدالت میں قرآنی احکامات کے منافی وعدل وانصاف سے مبرّا فیصلے سنائے جا رہے ہیں اور زمانہ جاہلیت کی طرح کمزور سزا پاتا ہے جبکہ اصل ظالم محض اپنے اثرورسوخ اور طاقت کی بدولت اپنے دامن سے مٹی جھاڑتا ہاتھ ہلاتا ہوا نکل جاتا ہے۔[17] (مفہومِ حدیث)

2. معاشرتی سطح پر

i. شادی کی رسومات میں قرآن کا استہزاء

پاکستانی معاشرے میں ہونے والی شادیوں میں عجیب قسم کے رسم ورواج رائج ہیں۔ انہی رسومات میں سے ایک ہے جسے پاکستان میں 90 فیصد گھروں میں آزمایا جاتا ہے اور وہ ہے: رخصتی کے وقت دلہن کا بھائی یا والد قرآن پاک کو غلاف میں لپیٹ کر اس کے سر پر سائے کے طور پر رکھتے ہیں اس نیت سے کہ اس کی شادی کے بعد کی نئی زندگی میں قرآن کی برکت کی وجہ سے خوشحالی ہو گی۔ یہ ایک غلط سوچ ہے!!![18]

---

15 Al-Māʼida, 5:47.

16 Iḥsān, ʻĀmira, "Zamāna Chal Qiyāmat kī Chāl Giyā," Islām Akhbār, August 9, 2023, Pakistan.

17 Al-Bukhārī, Abū ʻAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʻīl, Al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ (Riyadh: Maktaba Dār al-Salām, 1999), ḥadīth 6788, narrated by ʻĀʼisha Umm al-Muʼminīn.

18 Bābar, Sayf Khān, Ayk Ghalat Sōch (Kuala Lumpur: Maktaba Islāmiyya, 2019).

شادی کی 90 فیصد رسومات برِ صغیر کے ہندوؤں سے آئی ہیں، کچھ اسی شکل میں چلتی آ رہی اور کچھ کی شکل اسلامی بنا دی گئی جیسے: گھوڑا چڑھائی، دودھ پلائی، مہندی و مائیوں بیٹھنا، سہرا بندی و سہرا پڑھنا اور بھگوت گیتا کی جگہ قرآن کو رکھ دیا۔ یہ رواج ہم میں ہندوؤں سے آیا ہے، وہ دلہن کے کندھے یا سر کے پاس "بھگوت گیتا" رکھا کرتے تھے اور برِ صغیر میں رہنے کی وجہ سے کم عقل مسلمانوں نے بھی اسے اپنا لیا، اور قرآن رکھ کر اس ہندوانہ رسم کو اسلامی رسم بنا دیا۔ اب وقت گزرتا گیا اور رسم کی اصل تو فراموش ہوگئی مگر آنے والی نسل اسے شادی کا لازمی جزو سمجھنے لگے اور ثواب کی نیت سے کرنے لگ گئے۔

ii. ہاتھ سے قرآن لکھنے کے مقابلے

ہاتھ سے قرآن مجید لکھنا اور اس کو مختلف اشیاء جیسے انڈوں کے چھلکوں، ڈسپلے رولز پر لکھنا، یا تنکوں کے ذریعے قرآن کی تحریر یا کڑھائی کے ذریعہ قرآن کو تحریر کرنا یہ تمام باتیں قرآن کی کھلم کھلا بے حُرمتی میں آتی ہے۔ جبکہ پاکستان کی 45 فیصد عوام اس کو ثواب سمجھتی ہے اور اس قرآن کی تحریر میں اپنی زندگیاں کھپا دینے والوں کو ایک طرح سے پہنچے ہوئے اور مرشد لوگ تصور کرتی ہے۔ دورِ جدید میں اسی چیز کو ایک نیا رنگ دے کر TRACING QUR’AN کے نام سے ایک نئی چیز متعارف کروائی گئی ہے کہ آپ ہاتھ سے قرآن کو ٹریس کریں اس طرح آپ قرآن کو زیادہ اچھا سیکھ سکتے ہیں۔۔۔ بھئی کیسے سیکھ سکتے ہیں جبکہ آپ ترجمہ نہیں جانتے؟ آپ کو یہ نہیں پتا کہ قرآن کیا کہہ رہا ہے؟؟ یو نیکنس کے چکر میں ہم کہاں سے کہاں چلے گئے۔

iii. قرآن کے قدیم نسخوں کو جمع کرنا

قرآن کے قدیم نسخوں کی کلکشن جمع کر کے اس کی نمائشیں کروانا بھی ہمارے معاشرے میں رائج استہزاء قرآن کی ایک صورت ہے کہ لوگوں بلا بلا کر انہیں دنیا کے سب سے بڑے اور سب سے چھوٹے قرآنی نسخوں کا دیدار کروایا جائے اور آپ قرآن کے نزول کے اصل مقصد اور اس کے پیغام سے نابلد رہیں۔

iv. قرآن خوانی اور ایصال ثواب

میت کے نام قرآن خوانی کی مشروعیت اور عدم مشروعیت کے سلسلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے، اس بارے میں واضح اور مدلل بات یہ ہے کہ مردہ کے لئے قرآن خوانی غیر مشروع اور بدعت ہے، اس لئے کہ اس کا ثبوت نہ کتاب اللہ سے ہے نہ سنت صحیحہ سے اور نہ اجماع سے اور نہ قیاس سے اور جو چیز ایسی ہوتی ہے وہ بدعت ہوتی ہے لہٰذا میت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی بدعت ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو رد“[19]۔۔۔ جس نے ہماری اس شریعت میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس سے نہ تھی وہ مردود ہے۔ اسی طرح قرآن خوانی کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے کہ نہیں۔ اس مسئلہ میں بھی ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ مجموع الفتاوی 24/315 میں لکھتے ہیں:

> ”میت کی طرف سے روزہ رکھنا، نفلی نماز پڑھنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا اس مسئلہ میں علماء کرام کے دو قول ہیں، امام احمد، ابو حنیفہ اور بعض شوافع وغیرہم کا مسلک ہے کہ میت کو ان کا ثواب پہنچتا ہے اور دوسرا مذہب امام مالک اور امام شافعی وغیرہ کا ہے کہ ان سے میت کو فائدہ نہیں پہنچتا ہے۔“[20]

[19] Al-Bukhārī, Abū ‘Abd Allāh Muḥammad ibn Ismā‘īl, Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ, ḥadīth 2697, narrated by ‘Ā’isha Umm al-Mu’minīn; also reported in Muslim ibn Ḥajjāj, Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ, ḥadīth 1718.

[20] Ibn Taymiyya, Shaykh al-Islām, Majmū‘ al-Fatāwā (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 2000), 24: 315.

اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر (صفحہ: 196-197) میں لکھتے ہیں کہ: ”عبادات بدنیہ جیسے روزہ، نماز اور قراءت قرآن اور ذکر کے ثواب پہنچنے میں علماء کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہ، امام احمد اور جمہور سلف کا مذہب یہ ہے کہ عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور مذہب امام شافعی اور امام مالک کا یہ ہے کہ نہیں پہنچتا ہے۔[21]“

یہ ائمہ کرام کے اس اختلاف میں راقمہ نقطۂ نظر یہی ہے کہ قرآن خوانی کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے اور ثبوت میں جو دلائل پیش کئے جاتے ہیں وہ تارِ عنکبوت سے بھی کمزور ہیں۔ اب یہاں چند علماء اقوال وآراء مذکور ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ قرأت قرآن کا ثواب مردہ کو نہیں پہنچتا۔ مولانا عبد الرحمن صاحب محدث مبارکپوری رحمہ اللہ نے کتاب الجنائز، (صفحہ: 107-108) میں تحریر فرمایا ہے کہ: تلاوت قرآن اور نماز، روزہ وغیرہ کا ثواب میت کو پہنچنا کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں اور جو روایتیں عبادات بدنیہ کا ثواب پہنچنے کے بارے میں نقل کی جاتی ہے وہ ضعیف ہیں۔ نیز فرمایا کہ اکثر احناف میں ثواب رسانی کی یہ صورت بہت جاری ہے کہ کسی حافظ کو نوکر رکھ کر یا کچھ اجرت دے کر میت کے واسطے قرآن پڑھاتے ہیں سو اس صورت سے میت کو ثواب نہیں پہنچتا ہے۔[22] فقہائے حنفیہ لکھتے ہیں کہ: اس صورت میں نہ میت کو ثواب پہنچتا ہے اور نہ قرآن پڑھنے والے اور پڑھانے والے کو ثواب ملتا ہے بلکہ یہ پڑھنے والے اور پڑھانے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ ”مجموع الفتاویٰ 24 / 323 لکھتے ہیں: ”سلف کی یہ عادت نہ تھی کہ وہ جب نفل نماز ادا کرتے اور روزہ رکھتے اور حج کرتے اور قرآن کی تلاوت کرتے تو وہ اس کے ثواب کو اپنے مردے مسلمان کیلئے ہدیہ بھی کرتے ہوں اس لئے لوگوں کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ سلف کی اس روش سے روگردانی کریں کیونکہ ان کا طریقہ ہی افضل اور کامل ترین ہے۔[23]“

فتاوی اللجنۃ دائمۃ 9 / 42 میں ایک سوال وجواب یوں درج ہے:

سوال: کیا میت کی اولاد یا ان کے علاوہ دوسروں کی طرف سے قرأت قرآن کریم کا ثواب میت کو پہنچتا ہے؟

جواب: ہمارے مبلغ علم کے مطابق نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت ہی نہیں کہ انہوں نے قرآن کریم کی تلاوت کر کے اس کا ثواب اپنے اعزاء واقرباء یا ان کے علاوہ دوسرے مردوں کو ہبہ کیا ہو اگر اس کا ثواب ان تک پہنچتا تو ضرور کرتے اور اپنی امت کو بتاتے تا کہ وہ بھی اس کے ذریعہ اپنے مردوں کو فائدہ پہنچاتے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ تمام مومنوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہیں، آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین اور جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی اس روش اور طریقہ پر گامزن رہے۔ ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کسی نے قرآن کریم کا ثواب دوسرے کو ہبہ کیا ہو اور ہر نوع کی خیر وبھلائی نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کرام کے طریقے کی اتباع وپیروی میں ہے اور ہر طرح کی برائی بدعات وخرافات اور نئی چیزوں کی پیروی میں ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے فرمایا کہ تم نئی ایجادات سے بچو کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور آپ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ ”جس نے ہماری اس شریعت میں ایسی چیز پیدا کی جو اس میں نہیں وہ قابل رد ہے ان نصوص کی بنیاد پر میت کے لئے قرآن خوانی جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کی قرأت کا ثواب میت کو پہنچے گا بلکہ یہ تو بدعت ہے۔[24]

---

[21] Mullā ʻAlī Qārī, Sharḥ Fiqh al-Akbar (Cairo: Dār al-Kutub al-ʻArabiyya al-Kubrā, 2000), 196–197.
[22] Mubārakpūrī, Mawlānā ʻAbd al-Raḥmān, Kitāb al-Janā'iz (Lahore: Fārūqī Kutub Khāna, 2000), 107–108.
[23] Ibn Taymiyya, Majmūʻ al-Fatāwā, 24: 323.
[24] Al-Lajna al-Dā'ima li al-Iftā', Fatāwā al-Lajna al-Dā'ima (Riyadh: Dār al-Mu'ayyid, 2000), 9: 42.

3. انفرادی سطح پر

پاکستانی معاشرے میں انفرادی سطح پر قرآن کے استہزاء کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

i. قرآن کو طاقوں میں سجا دینا

ہمارے معاشرے میں کچھ گھرانوں میں یہ بات رائج ہے کہ جب کبھی گھر شفٹ کیا یا کسی نئے گھر میں گئے تو پہلے دن محفلِ میلاد و قرآن خوانی کا اہتمام کیا اور اس کے بعد قرآن کو سب سے اونچی جگہ پر رکھ دیا جہاں تک ہاتھ ہی نہ پہنچ پائے۔۔۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب قرآن ہاتھ کی پہنچ سے ہی دور ہو گا تو اس کا پیغام ہے کیا یہ کیسے سمجھ آئے گا اور اس پر عمل ہو کر اس کا اثر ہماری زندگیوں میں کیونکر ہو گا؟

ii. قرآن پڑھنے کے لئے اٹھارہ علوم لازمی

پاکستانی معاشرے میں لوگوں میں یہ مشہور ہو گیا ہے کہ قرآن کا سمجھنا بہت مشکل ہے، یہ عربی زبان میں ہے اسے صرف عربی دان ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اس کتاب کو سمجھنے کے لئے اٹھارہ علوم سیکھنے کی ضرورت ہے۔ العیاذ باللہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر عوام قرآن کا ترجمہ پڑھیں گے تو گمراہ ہو جائیں گے۔ حالانکہ قرآن سمجھنا نہایت آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لیے آسان ذریعہ بنا دیا ہے، پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟[25]

iii. قرآن پڑھتے ہوئے ذہن متوجہ نہ ہونا

قرآن کو تیز تیز پڑھنا اور تلاوتِ قرآن کے وقت ذہن کا متوجہ و حاضر نہ ہونا بھی قرآن کے استہزاء کی ایک صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو قرآن مجید پڑھنے کا طریقہ اور آداب سکھاتے ہوئے فرمایا: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ [26]۔۔۔ کہ آپ قرآن کو پڑھتے ہوئے زبان کو جلدی جلدی حرکت نہ دیں۔۔۔ اور یہاں ہمارا حال کیا ہے کہ باقی پورا سال تو قرآن کہاں ہے اس کا ہی ہوش نہیں ہوتا اور رمضان میں قرآن ختم کرنے کے مقابلے ہو رہے ہوتے ہیں۔۔۔ سوچنے کا مقام یہ ہے کہ جس طرح قرآن کے پڑھنے کو قرآن میں منع کیا گیا ہے اس طرح سے قرآن پڑھ کر کیا آپ ثواب یا برکات و رحمان کی رحمتوں کا حصول کر پائیں گے؟؟؟ اس طرح تو محض پھر آپ کی زندگی کے قیمتی لمحات ہی ضائع ہوئے ناں۔۔۔ اور حاصل ندارد۔۔۔

iv. قرآن مجید کے تعویذات کا استعمال

بیماریوں سے یا نظر بد سے بچنے کے لئے قرآنی تعویذ وغیرہ کا استعمال درست نہیں۔ اگر تعویذ قرآنی آیات یا نبوی دعاؤں سے ہٹ کر ہو یا پھر تعویذ میں جادوئی طلسم اور غیر مفہوم عبارتیں ہوں تو علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ اسے پہننا حرام ہے، اور یہ شرک ہے۔ لیکن اگر تعویذ قرآنی آیات یا نبوی دعاؤں پر مشتمل ہو تو اس کے متعلق سلف صالحین میں مختلف آرا ہیں، صحیح موقف یہی ہے کہ یہ بھی حرام ہے۔

دائمی فتویٰ کمیٹی کے علمائے کرام کہتے ہیں:

> "اگر تعویذ قرآن کریم سے ہٹ کر کسی اور چیز کا ہو تو یہ حرام ہے، لیکن جب تعویذ قرآنی آیت پر مشتمل ہو تو کچھ اہل علم اسے جائز کہتے ہیں اور کچھ اسے منع قرار دیتے ہیں، تاہم احادیث کے عموم اور سد الذرائع کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے منع قرار دینا راجح ہے۔[27]"

---

[25] Al-Qamar, 54:17.
[26] Al-Qiyāma, 75:16.
[27] Al-Lajna al-Dā'ima li al-Iftā', Fatāwā al-Lajna al-Dā'ima, 1: 212.

مبحث سوم: قرآن سے ہجر (دوری) کے اسباب

ہم لاشعوری طور پر کب اس قدر قرآن کے استہزاء میں ملوث ہونے لگے معلوم ہی نہ ہو سکا۔۔۔ آخر وہ کون سے اسباب ہیں جن کی وجہ سے ہم قرآن سے اتنا دور ہو گئے کہ اس کو محض ایک تبرک اور برکت حاصل کرنے والی کتاب بنا ڈالا۔ آیئے ان چند اسباب کا جائزہ لیتے ہیں جنھوں نے ہمیں قرآن کے پیغام سے نابلد و ناآشنا کر دیا یہاں تک کہ ہم نے انجانے میں اس کتابِ مبین کو مذاق ہی بنا ڈالا۔

1. ترجیحات کی تبدیلی

قرآن سے دوری کا ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ مغربیت اور جدیدیت کی چکاچوند نے انفرادی و اجتماعی طور پر ہماری ترجیحات کو بدل کر رکھ دیا اور ہم نے بھی انہی کی تقلید میں مادر پدر آزاد زندگی بسر کرنا چاہی یوں بس ہم نام کے مسلمان رہ گئے کہ کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا۔ اور بجائے اس کے کہ ہم اللہ کا خلیفہ ہونے کی حیثیت سے اس کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق زندگی بسر کرتے ہم نے اہلِ مغرب کی تقلید میں اپنی خواہشات اور جیسے چاہو جیو! کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہی یوں ہم قرآن کی روح اور اس کے اصل مقصد سے دور ہوتے چلے گئے۔

2. ڈگریوں کے حصول کی دوڑ میں قرآنی علم ایک کونے میں ہو کر رہ گیا

قرآنِ مجید کے علم کا حصول ہمارے دنیا و آخرت کو سنوارنے کے لئے ناگزیر تھا جب کہ ہم نے اس کو ثانوی کا درجہ دیا اور پھر آہستہ آہستہ اس کو کنارے ہی کرتے چلے گئے اور اس کی جگہ اندھا دھند غَمْرَةٍ سَاهُونَ کی طرح دھڑا دھڑ ڈگریوں کے حصول کی ایک ریس ہے جس میں سب دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ عامرہ احسان اپنی کتاب فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ میں لکھتی ہیں کہ:

"ہمارا المیہ یہ ہے کہ پوری علم سے بھری دنیا میں جو علم اہم ترین ہے۔ ناگزیر ہے دنیا آخرت کو روشنیوں سے بھر دینے والا ہے اس سے محروم رکھنے کی تمام سازشیں ہیں۔ دنیا کے ہر علم کے دروازے کھلے ہیں۔ سکالرشپ لے لے کر پڑھو۔ عمر اڑھائی سال تا چالیس سال پڑھو (وہ تمام علوم جو موت کے ساتھ ہی دم توڑ جائیں گے! لیکن قرآن؟ بچپن میں ناظرہ، اس کے بعد لوگوں کی موت، فوت کے لیے اٹھا رکھو۔ دنیا کے ہر مضمون ہر علم (Subject) کا سکوپ (Scope) پتہ ہے۔ اس کے فوائد، نفع، نقصان، کار آمد ہونے کا پتہ ہے۔ قرآن کا اسکوپ معلوم نہیں! قرآن کا سکوپ دنیا سے لے کر ایک لامتناہی زندگی تک کی ضرورت۔ جس کا تمام تر نفع (دنیا میں سیدھی راہ، سکینت اور آخرت میں جنت) اور تمام تر نقصان (بے جہت، کھوکھلی، تشنہ Anxiety، Tension بھری زندگی اور آخرت میں جہنم) قرآن سے منتھی ہے۔ مضبوط پکڑ لینے میں نفع، چھوڑ دینے میں نقصان! دنیاوی علوم میں سے کوئی کتنا بھی نفع بخش کیوں نہ ہو ناگزیر نہیں ہے۔ اس کے بغیر بھی سکون سے جینا ممکن ہے۔ قرآن سے منہ موڑ کر اگلی زندگی پر تو گویا دروازے پر تالا ڈال دیا۔ اس اچانک اور کی بات ہی نہ کرو۔ چھوڑو کوئی اچھی بات کرو! اور وہ تالا ٹوٹے گا ایک دن اچانک اور قرآن کے بغیر گھپ اندھیروں بھری ایک زندگی آگے منہ پھاڑے کھڑی ہو گی۔"[28]

3. لھو ولعب اور لغویات میں مگن

قرآن سے دوری کا ایک سبب دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو کر موت کو بھول جانا بھی ہے۔ محترمہ عامرہ احسان اپنی کتاب قرآن پڑھیے میں مسلمانوں کی زبوں حالی ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ:

ع مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ

---

[28] Iḥsān, ʿĀmira, Fa-Ayna Tadhhabūn (Islamabad: Gawsha-i-ʿIlm wa Fikr, 2012).

اپنے خورشید پر پھیلا دیے سائے ہم نے [29]

”نظام تعلیم نے، ذرائع ابلاغ نے فلموں، موسیقی، ناچ گانوں کے ہنگاموں نے، بے خدا سیاست نے، دنیائے کفر اور مغرب کے شیطانی، دجالی فتنوں نے قرآن پر، روشن چراغ پر تاریکیوں کے پردے ڈال دیے۔ لیکن ایمانی پرواز لیجیے۔ ان تاریک پردوں کو چاک کر کے قرآن کو پا لیجیے۔ (Rediscover) کیجیے۔ آپ کی زندگی منور ہو جائے گی۔ تاریکیاں چھٹ جائیں گی۔ جنھوں نے قرآن کو پڑھا، برتا، جیسے صحابہ نے برتا تھا انھوں نے صحابہ جیسی حیرت انگیز، ناقابل یقین کہانیاں ثبت کیں۔ افغانستان میں طالبان کا معجزہ ایک حیرت انگیز معجزہ ہے۔ وقت کی سپر پاور، ۴۹ ترقی یافتہ ملکوں کی عسکری طاقت (Military Might) اور تمام سائنس ٹیکنالوجی لے کر حملہ آور ہوتی ہے۔ پوری معلوم دنیا اس کی پشت پناہ ہے۔ تمام میڈیا، عالمی ادارے، اقوام متحدہ کی گویا ساری قوت و شوکت ایک طرف اور مٹھی بھر بے نوا طالبان اور مجاہدین دوسری جانب! یہ معرکہ غزوہ بدر کی روشنی میں ہی دیکھیے۔ وہاں بھی بڑے بڑے سرداروں کی قوت و شوکت نے کمزور مسلمانوں سے ٹکر لی تھی اور منہ کی کھائی تھی۔ یہ کہانی ایک مرتبہ پھر دہرائی گئی۔ جو قرآن میں سورہ انفال، سورہ محمد میں درج ہے۔ قرآن سے وابستگی اس ناقابل شکست قوت کا راز ہے۔!“[30]

مبحث چہارم: قرآن سے دوری کے معاشرے پر اثرات

استہزائے قرآن (قرآن سے لاتعلقی و دوری) کے معاشرے پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

* معاشرے میں سودی لین دین کی بڑھوتری۔۔۔ اللہ اور اس کے رسول سے کھلا اعلانِ جنگ ہو گیا۔[31]
* سکون کا خاتمہ۔۔۔ کیونکہ سکون تو تھا ہی اللہ کے ذکر میں۔[32]
* معاشرے سے امن و امان کی فضا کا خاتمہ۔۔۔ کیونکہ امن و امان تو صرف اس صورت میں قائم ہو سکتا تھا کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون نافذ ہو اسی کے قانون کا بول بالا ہو۔ اس صورت میں معاشرہ عدل و انصاف کے اصولوں پر قائم ہوتا ہے اور کسی کی حق تلفی نہیں ہوتی۔
* قرآن کی تعلیمات سے ہم دور ہوئے تو معاشرہ اخلاقی گراوٹ کا خود بخود شکار ہو گیا جس کی بدولت امت بے چاری دنیا ہیں بدحال اور رسوا ہو کر رہ گئی۔ بقولِ اقبال:

ع وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

مبحث پنجم: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں قرآن سے دوری کا سدّباب

قرآن کو اوطاق سے اتاریئے اور اسے پڑھیئے اور رب العالمین اس کو جس طرح انسانوں کی زندگی کا منشور بنا کر بھیجا تھا اور اس کے نزول کے مقاصد متعین کئے تھے پھر نبی کریم ﷺ نے جس طرح اس کی دعوت کو عام کیا تھا آپ ﷺ کے نقشِ پا کی پیروی کرتے ہوئے۔ مولانا مودودیؒ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے شخص کے لیے کچھ مشورے پیش کرتے ہیں ان مشوروں کو ان کے الفاظ میں ذکر کیا جاتا ہے:

”کوئی شخص چاہے قرآن پر ایمان رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو بہر حال اگر وہ اس کتاب کو فی الواقع سمجھنا چاہتا ہے تو اوّلین کام اسے یہ کرنا چاہیئے کہ اپنے ذہن کو پہلے سے قائم شدہ تصورات اور نظریات سے اور موافقانہ یا مخالفانہ اغراض سے جس حد تک ممکن ہو خالی کرے اور سمجھنے کا خاص مقصد

[29] Iqbāl, Muḥammad. *Bāng-i-Darā*. Lāhaur: Sheikh Ghulām ʿAlī & Sons, n.d., 201.
[30] Iḥsān, ʻĀmira, Qur'ān Paṛhiyyē (Islamabad: Gawsha-i-ʻIlm wa Fikr, 2013).
[31] Al-Baqara, 2:279.
[32] Al-Raʻd, 13:28.

لے کر کھلے دل سے اُس کو پڑھنا شروع کرے جو لوگ چند مخصوص قسم کے خیالات ذہن میں لے کر اس کتاب کو پڑھتے ہیں وہ اس کی سطروں کے درمیان اپنے ہی خیالات پڑھتے چلے جاتے ہیں۔ قرآن کی اُن کو ہوا بھی نہیں لگنے پاتی۔ یہ طریق مطالعہ کسی بھی کتاب کو پڑھنے کے لیے بھی صحیح نہیں ہے مگر خصوصیات کے ساتھ اس طرز کے پڑھنے والوں کے لیے اپنے معانی کے دروازے کھولتا ہی نہیں۔"

آگے چل کر مزید فرماتے ہیں:

"یہ محض نظریات اور خیالات کی کتاب نہیں ہے۔ آپ کرسی پر بیٹھ کر اسے پڑھیں اور اس کی ساری باتیں سمجھ آ جائیں۔ یہ دنیا کے عام تصورِ مذہب کے مطابق ایک نری مذہبی کتاب بھی نہیں ہے کہ مدرسے اور خانقاہ میں اس کے سارے رموز حل کر لیے جائیں بلکہ یہ ایک دعوت اور تحریک کی کتاب ہے اور جوں جوں انسان پڑھتا جاتا ہے اس کے رموز آشکارہ ہوتے جاتے ہیں۔ قرآن کے احکام، اس کی اخلاقی تعلیمات، اس کی معاشی اور تمدنی ہدایات اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں اُس کے بتائے ہوئے اصول و قوانین آدمی کی سمجھ میں اُس وقت تک آ ہی نہیں سکتے جب تک وہ عملاً اِن کو برت کر نہ دیکھے۔ نہ وہ فرد اِس کتاب کو سمجھ سکتا ہے جس نے اپنی انفرادی زندگی کو اِس کی پیروی سے آزاد رکھا ہو اور نہ وہ قوم اِس سے آشنا ہو سکتی ہے جس کے سارے ہی اجتماعی ادارے اِس کی بنائی ہوئی روش کے خلاف چل پڑے۔ قرآن کے اِس دعوے سے ہر کوئی واقف ہے کہ وہ تمام نوع انسانی کے لیے آیا ہے اور قیامت تک کے لیے ہدایت ہے۔[33]"

قرآن کے حقوق کو جانیں اور ان کی ادائیگی کے لئے سرگرم رہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد اپنے کتابچہ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق میں لکھتے ہیں کہ:

> "قرآن مجید کے یہ پانچ حقوق ہر مسلمان پر عائد ہوتے ہیں: ایک یہ کہ اسے مانے۔ (ایمان و تعظیم)۔۔۔۔ دوسرے یہ کہ اسے پڑھے۔ (تلاوت و ترتیل)۔۔۔۔ تیسرے یہ کہ اسے سمجھے۔ (تذکر و تدبر)۔۔۔۔ چوتھے یہ کہ اس پر عمل کرے۔ (حکم و اقامت)۔۔۔۔ اور پانچویں یہ کہ اسے دوسروں تک پہنچائے۔ (تبلیغ و تبیین)[34]۔۔۔"

خلاصۂ تحقیق

اس مقالے کا خلاصہ یوں ذکر کیا جا سکتا ہے کہ قرآن کو اللہ رب العزت نے فرقان حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب بنا کر اتارا تھا تو ہمیں چاہئیے کہ انفرادی نجات اور اجتماعی فلاح کیلئے قرآن کا لائحہ عمل متعین کریں کیونکہ تارکِ قرآن ہونے کی وجہ سے اس وقت اُمتِ مسلمہ عذابِ الٰہی کی گرفت میں ہے۔ اس کی ایک وجہ دین پر ہمارا عمل جزوی ہے' لہٰذا ہم خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور ضُرِبَتْ عَلَيهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ اس کی عملی مثال پہلے یہودی تھے' آج ہم ہیں۔ نیز جو امت حاملِ کتاب ہوتی ہے، شریعت الٰہی کی حامل ہوتی ہے اور اللہ کے رسول کی امت ہونے کی مدعی ہوتی ہے وہ زمین پر اللہ کی نمائندہ ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنے عمل سے غلط نمائندگی کرے تو وہ کافروں سے بڑھ کر مجرم ہے۔ اس وجہ سے آج ہم عذابِ الٰہی کی گرفت میں ہیں اور عذاب الٰہی کی یہ گرفت ڈھیلی نہیں پڑے گی، ہلکی بھی نہیں ہو گی، سخت سے سخت تر ہوتی چلی جائے گی جب تک کہ کسی ایک قابل ذکر ملک میں اللہ کے نظام کو قائم کر کے پوری دنیا کے لیے فرض کفایہ ادا نہ ہو جائے کہ بھئی دیکھو، یہ ہے اسلام۔۔۔ آؤ اپنی آنکھوں سے دیکھو، یہ ہے اسلام کا نظامِ حکومت۔۔۔ یہ ہے اسلام کا معاشی' عمرانی اور معاشرتی نظام۔ آؤ اور اس کی برکات کو دیکھو[35]۔۔۔ اور اس نظام کے قیام میں ہمیں اپنا کردار بھی ادا کرنا ہے تاکہ ہم روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ کی

[33] Mawdūdī, Sayyid Abū al-A'lā, Tafhīm al-Qur'ān (Lahore: Idāra Tarjumān al-Qur'ān, 2000), 33–34.
[34] Aḥmad, Dr. Isrār, Muslimōn par Qur'ān Majīd kay Ḥuqūq (Lahore: Anjuman Khuddām al-Qur'ān, 2000), 7.
[35] Aḥmad, Dr. Isrār, Infrādī Nijāt aur Ijtimā'ī Falāḥ kay liyē Qur'ān kā Lā'iḥa-i-'Amal (Lahore: Anjuman

شکایت کے زمرے میں نہ آسکیں کہ اے میرے رب بے شک میری قوم نے اس قرآن کو مذاق بنالیا تھا۔۔اس کے لئے ہمیں قرآن کے حقوق کو جان کر ان کو ادا کرنے کی کوششیں کرنی ہیں اور قرآن کو آسان کر کے اس کے پیغام کو لوگوں میں عام کرنا ہے تا کہ معاشرے سے قرآن کا استہزاء ختم ہوسکے اور ہمارا یہ عمل ہمارے لئے صدقہ جاریہ ہو۔

نتائج تحقیق

* پاکستانی معاشرے میں استہزائے قرآن کی بہت سی صورتیں رائج ہو چکی ہیں جن کو کہیں عوام تبرک کے نام پر کر رہی ہے اور کہیں رسم و رواج کے نام پر۔
* قرآن کے استہزاء تک کی نوبت معاشرے میں پھیل جانے کا سبب دین کی اصل اور قرآن کا علم نہ ہونا اور اسلامی تعلیمات سے دوری ہے۔
* آج جدیدیت کی آڑ میں مغربی روشن خیالی نے ہمیں ہماری زندگی کا اصل مقصد اور نصب العین جو قرآن کے مطابق اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کا نفاذ تھا اس کو بھلا دیا ہے۔
* اسلامی ریاست سے قرآن کے استہزاء جیسی نحوست کو ختم کرنے کا واحد طریقہ قرآن کے پیغام کو عام کرنا اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں اور معاشرے کو ڈھالنا ہے۔
* قرآن کے پیغام کو عام کرنے کے لئے پہلا قدم قرآن کے حقوق کو سمجھنا اور ان کی ادائیگی کے لئے کوشاں ہونا ہے۔

سفارشات و تجاویز

* اس موضوع پر باقاعدہ تحقیقی مقالہ تحریر کیا جا سکتا ہے۔
* سورۃ الفرقان آیت نمبر ۳۰ کے مطابق جو آج ہمارا قرآن کے ساتھ رویہ ہے اور اہلِ کتاب کا اپنی کتب میں نازل شدہ احکامات کے ساتھ رویے پر ایک تقابلی جائزہ آرٹیکل کی صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔
* عصرِ حاضر میں خصوصاً نوجوان نسل کو جس فکری کشمکش و یلغار کا سامنا ہے راقمہ اس صورت حال میں علمی، دعوتی، تعلیمی اور میڈیا اداروں کے ذمہ داران کو یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ وہ اپنے نصاب اور پروگراموں میں قرآن فہمی کو عام کریں اور قرآن کے استہزاء وہ صورتیں جو آج معاشرے میں رائج ہیں ان کو قرآن کی بے حرمتی کے زمرے میں اجاگر کیا جائے تا کہ ان کا تدارک ہوسکے۔
* استہزائے قرآن کی معاصر صورتوں کی آگاہی کے لئے کالجز اور یونیورسٹیز میں طلباء کے لئے سیمینار منعقد کروائے جانے چاہئیے۔
* پاکستان کے قانون ساز اداروں کو معاشرے میں پھیلے ہوئے قرآن کے استہزاء کے اس رویے کی روک تھام کے لئے (خصوصاً حکومتی و عدالتی سطح پر) اقدامات کرنے چاہیئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Aḥmad, Isrār. *Infrādī Nijāt aur Ijtimā'ī Falāḥ kay liyē Qur'ān kā Lā'iḥa-i-'Amal*. Lahore: Anjuman Khuddām al-Qur'ān, 2000.
* Aḥmad, Isrār. *Muslimōn par Qur'ān Majīd kay Ḥuqūq*. Lahore: Anjuman Khuddām al-Qur'ān, 2000.
* Al-Bukhārī, Abū 'Abd Allāh Muḥammad ibn Ismā'īl. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*. Riyadh: Maktaba Dār al-Salām, 1999.
* Al-Lajna al-Dā'ima li al-Iftā'. *Fatāwā al-Lajna al-Dā'ima*. Riyadh: Dār al-Mu'ayyid, 2000.

Khuddām al-Qur'ān, 2000), 50.

- Bābar, Sayf Khān. *Ayk Ghalat Sōch*. Kuala Lumpur: Maktaba Islāmiyya, 2019.
- Ḥamīd, Ṣāliḥ ibn. *Mawsū'at al-Tafsīr al-Mawḍū'ī li al-Qur'ān al-Karīm*. Vol. 14. Riyadh: Dār al-Ṣumay'ī, 2000.
- Ibn Taymiyya, Shaykh al-Islām. *Majmū' al-Fatāwā*. Vol. 24. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 2000.
- Iḥsān, 'Āmira. *Fa-Ayna Tadhhabūn*. Islamabad: Gawsha-i-'Ilm wa Fikr, 2012.
- Iḥsān, 'Āmira. *Qur'ān Paṛhiyyē*. Islamabad: Gawsha-i-'Ilm wa Fikr, 2013.
- Iḥsān, 'Āmira. "Zamāna Chal Qiyāmat kī Chāl Giyā." *Islām Akhbār*, August 9, 2023.
- Mawdūdī, Sayyid Abū al-A'lā. *Tafhīm al-Qur'ān*. Lahore: Idāra Tarjumān al-Qur'ān, 2000.
- Mīr Muḥammadī, Ṣuḥayb Aḥmad. *Qur'ān Majīd kay Ḥuqūq*. Lahore: Shafīq Press, 2015.
- Mubārakpūrī, 'Abd al-Raḥmān. *Kitāb al-Janā'iz*. Lahore: Fārūqī Kutub Khāna, 2000.
- Mullā 'Alī Qārī. *Sharḥ Fiqh al-Akbar*. Cairo: Dār al-Kutub al-'Arabiyya al-Kubrā, 2000.
- Muslim ibn Ḥajjāj. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*. Riyadh: Maktaba Dār al-Salām, 1999.